قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ؏ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲؏

نمبر ۲۰ | مؤرخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۳۰ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ روزانہ درسِ قرآن دیتے ہیں۔

۱۰- اگست ممبران صدر انجمن نے جناب خان ذوالفقار علیخاں صاحب کو الوداعی دعوت دی۔ کھانے کے بعد جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے نے ایڈریس پڑھا۔ خانصاحب نے اس کا مختصر جواب دیا۔ اور حضرت اقدس نے مفصل تقریر فرمائی۔ جو آئندہ شائع کی جائے گی۔

۱۱- اگست شام کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خانصاحب موصوف کو دعوت طعام دی۔ جس میں ناظرانِ صیغہ جات کے علاوہ اور بھی اصحاب مدعو تھے۔

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اولوالامر سے کیا مراد ہے؟

(آج سے پورے ۲۵ سال قبل ۱۴ اگست ۱۹۰۵ء)

سوال۔ اولوالامر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک مولوی اولوالامر ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ کوئی نہیں۔

جواب (از حضرت اقدسؑ) اصل بات یہ ہے۔ کہ اسلام میں اس طرح پر چلا آیا ہے۔ کہ اسلام کے بادشاہ جن کے ہاتھ میں عنانِ حکومت ہے ان کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ وہ بھی ایک قسم کے اولوالامر ہوتے ہیں۔ لیکن اصل اولوالامر وہی ہوتے ہیں۔ جن کی زندگی پاک ہوتی ہے۔ اور ایک بصیرت اور معرفت جنکو ملتی ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے امر پاتے ہیں۔ یعنی مامور الٰہی۔ بادشاہوں کے پاس حکومت ہوتی ہے۔ وہ انتظامی امور میں تو پورا دخل رکھتے ہیں لیکن دینی امور کے لئے کیا کر سکتے ہیں سچے اولوالامر وہی ہیں۔ جن کے اتباع سے معرفت کی آنکھ ملتی ہے۔ اور انسان معصیت سے دور ہوتا ہے۔ ان دونوں باتوں کا لحاظ اولوالامر میں رکھو۔ اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کی بغاوت کرے۔ تو اسکا نتیجہ اسکے لئے اچھا نہیں ہوگا کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فتنہ کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح پر ملہم کی مخالفت کرے۔ تو سلبِ ایمان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کی مخالفت سے لازم آتا ہے کہ مخالفت کرنے والا خدا کی مخالفت کرتا ہے۔ (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء)

امریکہ میں احمدی مبلغین کے ذریعہ اشاعتِ اسلام

ڈاکٹر زویمر کے رسالہ "مسلم ورلڈ" کا بیان

آریوں کو چونکہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی کامیابیوں سے بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے وہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ ہماری تبلیغی مساعی کو فرضی اور بناوٹی کہتے رہیں۔ حال ہی میں "آریہ گزٹ" (۹ اگست) نے امریکہ میں تبلیغ اسلام کے متعلق لکھا "امریکہ اور تبلیغ اسلام یہ بات ہماری تو سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ امریکہ جیسے ملک میں ایسے مذہب کا پرچار ہو۔ اس قسم کی جھوٹی سچی رپورٹیں شائع کر کے قادیانی حضرات بھلے ہی سادہ لوح مسلمانوں کو بہکا لیا کریں۔ لیکن امریکہ جیسے ملک میں انہیں کچھ کامیابی ہو۔ یہ مشکل ہے"۔

اس بیہودہ گوئی کا مسکت جواب اس مضمون میں موجود ہے جو ایک مشہور مخالف اسلام رسالہ "مسلم ورلڈ" میں جس کے ایڈیٹر ڈاکٹر زویمر ہیں۔ ایک غیر مسلم کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس سے ہمارے آریہ دوست معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کتنی کامیابی سے ہو رہی ہے:۔

رسالہ مذکور کے ماہ جولائی ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں اس کے شکاگو کے نامہ نگار کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

سنہ ۱۹۲۰ء کے ابتدا میں مسٹر ایم۔ ایم۔ صادق نے جو مسلمانوں کی ایک ترقی پذیر جماعت (جماعت احمدیہ) کے نمائندہ تھے۔ امریکہ کے "رنگدار" لوگوں میں اسلام کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ اس سے قبل وہ لنڈن میں تین یا چار سال گذار چکے تھے۔ جہاں شائع شدہ اطلاعات کے مطابق انہوں نے دو سو کے قریب لوگوں کو داخل اسلام کیا۔ آپ نے اپنا مرکز شکاگو میں قائم کیا۔ سنہ ۱۹۲۳ء تک محنت اور سرگرمی سے کام کرتے رہے۔ اس کے بعد ہندوستان چلے گئے:۔

احمدی جماعتیں

مسٹر صادق ایک ہوشیار مبلغ تھے۔ اور آپ نے ڈیٹرائٹ انڈیانا پولس اور شکاگو میں نیگرو لوگوں کی جماعتیں قائم کر لیں۔ یہ تحریک سینٹ لوئیس اور دیگر مقامات پر بھی پھیل گئی۔ ایک وقت میں کہا جاتا تھا۔ کہ نیویارک میں اس کے ۱۲۵ ممبر ہیں۔ تین سال قبل شکاگو میں عملی دلچسپی لینے والوں کی تعداد ساٹھ اور ستر کے درمیان تھی گو اڑھائی تین سو کے درمیان لوگ اس میں شامل ہو چکے تھے۔

لیکن مسٹر صادق کے بعد جو آدمی یہاں آئے۔ وہ نسبتاً اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں اس قدر سرگرم نہ تھے۔

تبلیغی جلسے

میں ان لوگوں کی کئی ایک مجالس میں جو مساجد میں قائم ہوتی ہیں۔ موجود رہا۔ حاضری عموماً پچیس اور چالیس کے درمیان تھی اور حاضرین میں اکثر سمجھدار اور عقلمند لوگ تھے۔ لیکچر نہایت دلچسپی سے سنے جاتے۔ اسلام کی خوبیاں بیان کی جاتیں۔ اور عیسائیت پر سختی سے جرح کی جاتی تھی:۔

امریکہ میں احمدیت کا مرکز

مسٹر مطیع الرحمٰن صوفی ایم اے اگست ۱۹۲۸ء میں یہاں آئے تا سفید فام لوگوں میں اسلام کو پھیلائیں۔ اور ۵۶ کانگریس سٹریٹ شکاگو میں اپنا مرکز قائم کیا۔ ڈیٹرائٹ کا جہاں رنگدار اقوام اور عرب کے مسلمان باقاعدہ ہفتہ وار جلسے کرتے ہیں۔ اور انڈیانا پولس کا جہاں نیگرو لوگوں میں منظم طور پر کام ہو رہا ہے آپ نے معائنہ کیا۔ وہ سفید لوگوں میں تبلیغی اور تعلیمی کوششیں جاری کرنے کے خواہشمند ہیں:۔

احمدی مبلغ کے لیکچر

آپ نے تین چار لیکچر اہم مقامات پر دیئے جس سے آپ کے لئے ایک راستہ کھل گیا۔ اور آپ کو قدرے شہرت بھی حاصل ہو گئی۔ انہوں نے ایک رکنسیلیئشن گروپ Reconciliation group کے سامنے جو کہ عام طور پر طلباء یونیورسٹی پر مشتمل تھا شکاگو کی یونیورسٹی میں محمد (صلعم) کی زندگی پر ایک لیکچر دیا۔ اور آپ ان لیکچراروں میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے شکاگو ٹیمپل میں فیلوشپ آف فیتھس (Fellowship of faiths) کی ایک مجلس میں تقریر کی:۔

دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء میں راقم الحروف ان میں سے ایک لیکچر میں حاضر تھا پینتالیس اور پچاس کے درمیان لوگ موجود تھے۔ اور لیکچر کا عنوان "سچے مسلمان کی زندگی" تھا۔ اور نہایت عمدہ تھا۔ سامعین نے دلی شوق سے سنا۔ لیکچرار نے اپنے مضمون میں اسلام کی خوبیوں کو نہایت جرأت سے پیش کیا۔ لیکن عیسائیت پر کوئی جرح نہ کی:۔

ایک نومسلم کی تقریر

آپ کے بعد ایک وکیل صاحب نے تقریر کی۔ جس میں انہوں نے اسلام کے علوم کی تعریف کی۔ مسٹر بنگالی نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ یہ صاحب حال ہی میں مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کے قول کے مطابق شکاگو میں ایک درجن اور امریکہ بھر میں اسی یا نوے کے درمیان سفید فام لوگ ان کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔ اس سے مسٹر بنگالی کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ انہیں امید سے بڑھ کر کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ان کو امریکن لوگوں میں اپنی تحریک کی قبولیت کے لئے ایک شاندار مستقبل نظر آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہمارا پروگرام یہ ہے۔ کہ ہم امریکہ کو فتح کریں گے:۔

ایک اور نومسلم مبلغ

اس تحریک کے ایک عقیدت مند ممبر ہولی وڈ کیلیفورنیا کے مسٹر جی۔ اے زینڈرا ہیں۔ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء میں انہوں نے لکھا تھا۔ کہ اسلام میں جو کہ سچا مذہب ہے۔ داخل ہونے سے مجھے تبلیغی تحریک ہوئی۔ کہ میں ہولی وڈ میں ایک دار المطالعہ قائم کروں۔ .... آپ جانتے ہیں کہ میں قرآن کریم کو نہایت تدبر سے مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ اور اس وجہ سے میری زبردست اور دلی خواہش ہے۔ کہ متحرک تعمیری کام کرنے والے چند ایک ذہین اور قابل لوگوں پر مشتمل ایک دار المطالعہ قائم کر کے اپنے لوگوں میں احمدیت کے متعلق دلچسپی پیدا کی جائے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ اس طرح بہت سے لوگوں کو داخل اسلام کیا جا سکتا ہے۔ یہ جنٹلمین گذشتہ بارہ سال (چٹاؤکا Chautauqua Circle - International Cycle) پر امریکہ کے بڑے بڑے شہروں میں لیکچر دیتے رہے ہیں۔ اوائل جنوری میں انہوں نے ریڈیو کے ذریعہ لیکچر دینے کے متعلق لکھا تھا۔ اور ان کے خیال میں لوگوں کو کثیر تعداد میں داخل اسلام کرنے کے لئے یہ ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے:۔

سن رائز کا اجراء

سنہ ۱۹۲۱ء میں مسٹر صادق نے مسلم سن رائز کے نام سے جو ماہوار رسالہ جاری کیا تھا۔ وہ کئی سال سے بند ہے۔ مسٹر بنگالی اسے بہت جلد دوبارہ جاری کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ تا کہ اس کے ذریعہ اپنی تحریک کو تقویت دیں:۔

نومسلمین

کہا جاتا ہے۔ کہ تقریباً ۱۵۰۰ نیگرو اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی سادگی۔ مساوات انسانی۔ اور اس کے عالمگیر ہونے کے دعاوی سے متاثر ہوئے ہیں۔ جو کہ موجودہ مغربی تہذیب میں نہیں پائی جاتیں جو لوگ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی تکلیف نہیں دی جاتی اور اس لحاظ سے امریکن مسلم مشنری کو اسلامی ممالک میں عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں زیادہ سہولت حاصل ہے۔ کسی اسلامی ملک میں عیسائی ہونے والے کو مصائب کا سامنا ہوتا ہے

الفضل:۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ بہت سے سفید فام اور عورتیں بھی داخل اسلام ہو چکی اور اسلام کی تبلیغ میں حصہ لیتی ہیں۔ شاندار مسجد بنانے میں بھی نومسلموں نے بہت کچھ مالی امداد دی۔ اور روز ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۰ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۳۰ء جلد ۱۸

وزارت تعلیم پنجاب کا مسلمانوں سے سلوک

پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی چھپن ۵۶ فی صدی ہے۔ جو تعلیم میں بہت پسماندہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے گورنمنٹ پنجاب نے وزارت تعلیم کا قلمدان ایک ہندو کے سپرد کر کے مسلمانوں کے لئے جو خطرہ پیدا کر دیا تھا۔ وہ اس وزارت کے دوران میں بے طرح مسلمانوں پر مسلط رہا۔ مسلمان اخبارات نے اس کے نہایت ہی نقصان رسان اور پامال کن اثرات کے خلاف ہر ممکن طریق سے آواز بلند کی۔ پورے زور کے ساتھ احتجاجی مضامین شائع کئے۔ مسلمانوں کے حقوق کی بربادی کی طرف حکومت کو توجہ دلائی ذمہ دار لیڈروں نے اعلٰے حکام سے مل کر مسلمانوں کی حالت زار پیش کی۔ کونسل میں سوالات کئے گئے۔ مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اور وزارت تعلیم من مانی کارروائیاں کرتی رہی۔

غرض وزارت تعلیم پنجاب کا یہ دور مسلمانوں کے لئے نہایت ہی صبر آزما۔ اور پریشان کن رہا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ آئندہ بھی یہی حالت رہی۔ تو نہ معلوم مسلمان تعلیمی لحاظ سے تحت الثریٰ کے کس کونے میں پہونچ جائیں گے۔

کس قدر تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ سرکاری ملازمتوں اور ملکی عہدوں کے حاصل کرنے کا جب سوال سامنے آتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں چونکہ تعلیم یافتہ کم ہیں۔ اس لئے انہیں اپنے تناسب کے لحاظ سے ملازمتیں نہیں دی جا سکتیں۔ لیکن جب تعلیم دلانے کا سوال آتا ہے۔ تو مسلمانوں کی پسماندگی اور ان کی غربت کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔ اور سرکاری خزانہ کا منہ ان لوگوں کے لئے نہایت فراخدلی کے ساتھ کھول دیا جاتا ہے جو پہلے ہی تعلیم میں بہت بڑھے ہوئے اور اپنی دولتمندی کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے کے سامان مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ تعلیمی اغراض کے لئے سرکاری امداد جن ہاتھوں کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ انہیں مسلمانوں کی طرف دراز ہونا نہیں آتا۔ اور ریوڑیاں بانٹنے والے ہاتھ کی طرح اپنوں ہی کی طرف بڑھتے ہیں۔

چند دن ہوئے پنجاب کونسل میں وزارت تعلیم کے متعلق بعض سوالات پوچھے گئے۔ اگرچہ ان میں سے بعض اہم سوالات کے جواب "تحقیقات کی جا رہی ہے"۔ "ضروری معلومات ابھی تک بہم نہیں پہنچ سکیں"۔ کہکر التوار میں ڈال دئے گئے۔ تاہم جو کچھ بتایا گیا۔ وہ بھی یہ جاننے کے لئے کافی ہے۔ کہ وزارت تعلیم پنجاب نے اپنے دور میں مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

سوال کیا گیا۔ کہ موجودہ وزارت کے دوران میں امدادی پرائیویٹ اینگلو ورنیکلر سکولوں کو عمارتوں کے لئے کس قدر عطیات دئے گئے۔ اس کے جواب میں ۲۰۹۰۶۱۲۔ روپے کی رقم بتائی گئی۔ اس میں سے ہندوؤں کو ۱۷۷۴۹۹۔ سکھوں کو ۴۹۵۰۲۔ اور مسلمانوں کو ۵۷۱۶۲۔ روپے دے گئے۔ گویا مسلمانوں کو سکھوں کے جن کی آبادی پنجاب میں گیارہ فیصدی ہے۔ قریب قریب اور ہندوؤں سے بہت کم رقم دی گئی۔

ایک اور سوال یہ پوچھا گیا۔ کہ ڈیپارٹمنٹل امتحانات کے رجسٹرار کے عہدہ پر جو سنہ ۱۹۲۰ء میں قائم ہوا۔ مسلم اور غیر مسلم کتنی کتنی مدت تک مقرر رہے۔

اس کے جواب میں بتایا گیا۔ کہ مسلم ۲ دو ماہ ۲ دو روز اور غیر مسلم ۹ نو سال سات ماہ اور ۲۳ تئیس روز۔ اسی طرح رپورٹر آن بکس کے عہدہ پر جو یکم اپریل سے قائم ہے۔ مسلمان چار سال ۲۵ پچیس روز اور غیر مسلم ۲۱ اکیس سال دس ماہ اور دس روز مقرر رہے۔

وزارت تعلیم پنجاب کا یہ سلوک اس قوم سے رہا۔ جو پنجاب میں ۵۶ چھپن فیصدی کی نسبت سے آباد ہے۔ اور جس کا گورنمنٹ کی آمدنی میں بڑا حصہ ہے۔ ان حالات میں یہ معلوم ہو کر ہمیں بیحد تعجب ہوا۔ کہ وزارت تعلیم پر فائز رہنے والے صاحب پھر منتخب ہونے کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں سے ووٹ حاصل کر کے منتخب ہوں۔ اور ان کے کونسل میں انتخاب کے لئے بعض مسلمانوں نے بھی جدوجہد شروع کر دی ہے۔ ایسے لوگ محض ذاتی اغراض کے لئے ایسے فعل کے مرتکب ہونگے۔ جسے مسلمان کسی صورت میں بھی معاف نہیں کر سکتے مسلمانوں میں اگر کچھ بھی غیرت اور حمیت ہے۔ تو انہیں نہ صرف ایسے شخص کے انتخاب کو کامیاب بنانے میں مدد نہ دینی چاہیئے بلکہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کے ووٹوں کے ذریعہ کوئی بہترین آدمی منتخب ہو۔ اس کے ساتھ ہی گورنمنٹ کا بھی فرض ہے۔ کہ یہ عہدہ اس قوم کے کسی فرد کے سپرد کرے۔ جو تعلیم میں پسماندہ ہونے کی وجہ سے اس بات کی محتاج ہے۔ کہ اس کے حقوق پامال نہ کئے جائیں۔ بلکہ ان کے متعلق ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جائے۔

ہندوستان کی تشویشناک حالت

حال میں لنکاشائر کے کارخانوں میں نقصانات کی خبر جب شائع ہوئی۔ تو کانگریسی پھولے نہ سمائے۔ انہوں نے اسے اپنی بائیکاٹ کی تحریک اور کھدر کے پرچار کی بہت بڑی کامیابی قرار دیا۔ اور توقع ظاہر کی۔ کہ بس تھوڑے ہی دنوں میں حکومت شکست تسلیم کرے گی۔ اور کانگریس کے سارے مطالبات منظور کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ لیکن اگر یہ لوگ لنکاشائر کے نقصانات پر خوشی منانے کے ساتھ ہی ہندوستان کی موجودہ حالت پر جو کانگریس کی تحریک نے پیدا کر دی ہے۔ غور کر لیتے۔ تو یقیناً ان کی خوشی مبدل بماتم ہو جاتی۔

"پرتاپ" (۹۔ اگست) لکھتا ہے:۔

"اس وقت ہندوستان کا سارا بیوپار مندا پڑ رہا ہے لنکاشائر کو تو نقصان پہنچ رہا لیکن اس کے ساتھ ہندوستانی پارچہ فروش بھی دیوالہ کے قریب ہیں۔ ودیشی کپڑے کے بائیکاٹ سے ہندوستان کے کپڑے کی کھپت بڑھ جاتی۔ تو بھی کوئی بات تھی لیکن لطف یہ ہے۔ کہ ہندوستانی کارخانوں کا بھی برا حال ہے۔ کچھ بند ہو گئے۔ اور کچھ ہونے والے ہیں۔ اس وقت تو ہزاروں مزدور بیکار ہیں مگر کسی وقت لاکھوں ہو جائیں گے۔ کھدر کی بھی زیادہ کھپت نہیں۔ یہی حال دوسری دوکانوں کا ہے۔ جس دوکاندار کو دیکھو۔ نالاں نظر آتا ہے۔ اور یہی کہتا سنا جاتا ہے کہ تباہ ہو رہا ہوں"!!

بتائیے یہ حالات کب تک برداشت کئے جا سکتے ہیں۔ اور کیا ان کا نتیجہ ملک میں تباہی و بربادی۔ لوٹ مار اور فتنہ و فساد کے سوا کچھ اور نکل سکتا ہے۔

سکھر کے فسادات

کانگریس ہندوستان کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کو بات بات میں تنگ کر کے جس امر کے لئے مجبور کر رہی تھی۔ اس کا سکھر میں ظہور ہو گیا۔ یعنی ہندو مسلمان خطرناک فسادات میں مبتلا ہو گئے۔ فریقین کے بہت سے آدمی قتل اور ان سے بہت زیادہ زخمی ہوئے۔ دوکانیں لوٹی گئیں۔ اور مضافات میں بھی لوٹ مار کی

واردایں عجزت ہوئیں۔ آخر حکومت کو مشین گنوں سے کام لینا پڑا۔ زائد پولیس بھیجی گئی۔ اور دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی گئی ؛

کہاں ہیں وہ لوگ۔ جو کہتے ہیں۔ کہ سارے ملک پر کانگریس کا تسلط قائم ہے۔ اور سب لوگ اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ وہ کانگریس سے کہیں۔ کہ سکھر کے فسادات کو روکے۔ لوٹ مار بند کرے۔ اور اس علاقہ میں امن و امان قائم کرکے دکھائے۔ اگر یہ نہیں کرسکتی۔ تو اس کی حقیقت معلوم شورش اور فساد پیدا کرنا تو کوئی مشکل نہیں۔ امن قائم کرنا اصل چیز ہے ؛

کانگریس کے پکٹنگ پر پکٹنگ

"الجمعیۃ" (۹ راگست) اس "افواہ" پر کہ دہلی کے وہ لوگ جو کانگریس کی موجودہ تحریک سے تعلق نہیں رکھتے۔ان دوکانداروں کی امداد کے لئے کانگریس کے پکٹنگ پر پکٹنگ لگانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جنہیں اپنا مال فروخت نہ کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے لکھتا ہے :-

"اگر خدانخواستہ کچھ ایسے لوگ دستیاب ہوگئے۔ اور انہوں نے ایسی جرأت کی۔ تو ہم کو سخت خطرات کا اندیشہ ہے اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ سرکار پرست طبقے کی یہ ہی ایک نئے فساد کا پیش خیمہ ہوگی"۔

ہم نہیں سمجھتے۔ کانگریس کے والنٹیروں کو اگر ان لوگوں کی ورنبدی کرنے کا حق حاصل ہے۔ جو کانگریس کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو ان والنٹیروں کی دست اندازیوں کے انسداد کا کیوں کسی کو حق حاصل نہیں۔ اس پر اگر کوئی فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کی ذمہ واری انہی لوگوں پر عاید ہوتی ہے۔ جو باوجود عدم تشدد کی پابندی کا اعلان کرنے کے کاروباری لوگوں کے متعلق شرمناک تشدد کے مرتکب ہوئے ہیں ؛

اہل ملک نے اس وقت تک کانگریس والوں کی زیادتیوں کو اغماض کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور محض ایک نئے فتنہ کے آغاز سے بچنے کے لئے دیکھا ہے۔ لیکن اب بات حد سے بڑھتی جا رہی ہے۔ اور کوئی تعجب نہ ہوگا۔ اگر کانگریس کے پکٹنگ پر پکٹنگ لگانے والے کھڑے ہو جائیں ؛

مولانا آزاد کے متعلق سر سپرو کا اعلان

ایک عرصہ کی خاموشی اور گوشہ نشینی کے بعد کانگریس کا قائمقام صدر منتخب ہوتے ہی مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کو ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ موجودہ سیاسیات پر اظہار خیالات کریں۔ اس غرض کے لئے انہوں نے سب سے اول سر سپرو اور مسٹر جیکار کی صلح جوئی کو لیا۔ اور اس رنگ میں اس کے متعلق رائے ظاہر کی۔ کہ گویا وہ رازہائے سربستہ سے پورے پورے واقف ہیں۔

کانگریس کا صدر منتخب کئے جانے پر اتنی سی جرأت کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ لیکن کوئی بڑے سے بڑا صلح پسند ہندو بھی کہاں برداشت کرسکتا ہے۔ کہ کسی مسلمان کے متعلق یہ غلط فہمی پیدا ہونے دے۔ خواہ وہ مولانا آزاد ہی کیوں نہ ہوں۔ کہ وہ ان کی محفل راز میں شرکت کا فخر رکھتا ہے چنانچہ سپرو صاحب نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ مولانا کی اس رائے زنی کے خلاف اعلان کرایا۔ اور اسے غلط قرار دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ :-

"میں نے اس معاملہ کے متعلق صرف دو کانگرسی کارکنوں سے گفت و شنید کی ہے۔ اور مولانا ابوالکلام ان میں سے ایک نہ تھے"۔ (پرتاب ۱۰-اگست)

مولانا ان میں سے ایک ہو ہی کس طرح سکتے تھے بیشک وہ کانگریس کے ہوچکے ہیں۔ لیکن آخر مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور مسلمان کہلانے والا قطعاً اس بات کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ کہ ہندو اسے کسی راز میں شریک کرسکیں ؛

مسلمانوں کی قابل رحم حالت

ذرا ہندوؤں کے احساسات کی نزاکت ملاحظہ کیجئے۔ اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی بے حسی بلکہ بے غیرتی کو دیکھئے۔ "پرتاپ" (۱۰-اگست) صرف اس لئے ہندوؤں کو مسلمانوں کے رحم پر بتا رہا ہے کہ "بارہ وفات" کے دن لاہور کے مسلمان سبزی فروش دوکانیں بند رکھتے ہیں۔ اور اس دن ہندوؤں کے گھروں میں سبزی نہیں پکتی۔ چنانچہ لکھتا ہے :-

"ایک بات ضرور ہر سال ثابت ہوجاتی ہے۔ کہ غیر مسلم کس قدر مسلمانوں کے رحم پر ہیں۔ اس دن لاہور کے کسی ہندو گھر میں سبزی نہیں پکتی۔ محض اس لئے کہ حضرت محمد (صلعم) کا جنم ہوا تھا"

یہ محض مسلمان سبزی فروشوں کے خلاف پروپیگنڈا ہے جس میں بڑی حد تک ہندو کامیاب ہوچکے۔ اور ہر جگہ ہندو سبزی فروشی کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہندوؤں کو اس لئے مسلمانوں کے رحم پر بتایا جاتا ہے۔ کہ مسلمان سبزی فروشوں کی دوکانیں بند نہیں ہوگئیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت کس قدر قابل رحم ہے۔ کہ وہ زندگی کی ہر ضرورت کے لئے ہندوؤں کے محتاج ہیں۔ اور ہندو اگر چاہیں۔ تو انہیں پہننے کے کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں سے کلیتہً محروم کرسکتے ہیں ؛

مسلمان اگر اس وقت تک حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تجویز کے مطابق کہ جو اشیاء ہندو مسلمانوں سے نہیں خریدتے۔ وہ مسلمانوں کو بھی ہندوؤں سے نہیں خریدنی چاہئیں۔ آپس میں خرید و فروخت کرتے۔ اور تجارتی کاروبار کو ترقی دیتے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی حالت میں تغیر عظیم واقعہ ہوجاتا۔ لیکن افسوس اس طرف جیسی توجہ کرنی چاہیئے تھی۔ نہیں کی گئی ؛

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات

مسلمانوں نے ہمیشہ سکھوں کا ساتھ دیا۔ ان کے حقوق کی نگہداشت کی۔ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ لیکن سکھوں نے عام طور پر اس کی قدر نہ کی۔ اور جب کبھی ہندو مسلمانوں کا سوال پیش آیا۔ سکھ ہندوؤں کے ساتھ مل گئے۔ ہندوؤں نے ایسے موقعہ پر خود تو فائدہ اٹھا لیا۔ لیکن سکھوں کے کبھی کام نہ آئے۔ باوجود اس کے سکھوں کی خیر خواہی کا دم بھرتے رہے اب معلوم ہوتا ہے سکھ حقیقت حال سے واقف ہورہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی ہمدردی کی حقیقت جان چکے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" نے گوردوارہ ایکٹ کے نقائص کا ذکر کرتے ہوئے جب سکھوں سے اس طرح ہمدردی کا اظہار کیا۔ کہ اس ایکٹ میں کئی دفعات ایسی پاس کی گئی ہیں۔ جو سراسر بے انصافی پر مبنی ہیں۔ تو سکھ معاصر "شیر پنجاب" (۱۳ راگست) کو اسے کہنا پڑا :-

"گوردوارہ ایکٹ میں جس قدر خرابیاں ہیں۔ ان کی تمام تر ذمہ واری ہندو ممبران کونسل پر ہے۔ جو ان خرابیوں کو اس ایکٹ میں داخل کرنے والے ہیں۔ اور جو اب ان خرابیوں کو ایکٹ سے نکلنے نہیں دیتے۔ اگر ہندو مزاحم نہ ہوں۔ تو گوردوارہ کے تمام جھگڑے اور اوقاف کے قضیئے آج طے پاسکتے ہیں" ؛

اگر اسی بات کو مدنظر رکھ کر جو معمولی نہیں۔ سکھ اپنے تعلقات مسلمانوں سے استوار کریں۔ اور ہندوؤں کی بجائے مسلمانوں کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کریں۔ تو اپنے بہت سے حقوق محفوظ کرسکتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی نقصان رسانیوں سے بچ سکتے ہیں ؛

بے پردگی کا نتیجہ

عورتوں کے پردہ پر یورپ خواہ کس قدر اعتراض کرے لیکن بے پردگی کے نتائج کا ان لوگوں کو بھی بُری طرح احساس ہورہا ہے لنڈن کی ایک تازہ خبر ہے۔ کہ وہائٹ اسٹار جہاز جو حال ہی میں نیویارک سے آیا۔ اس میں ایک عجیب حادثہ ہوا۔ تیسرے درجہ کے مسافروں میں ایک نوجوان میاں بیوی تھے۔ جو ہر وقت اپنے کمرہ میں رہتے۔ صرف کھانا کھانے کے لئے باہر نکلتے۔ ایک روز باہر جاتے ہوئے کسی غیر مرد نے عورت سے ہنسی مذاق کیا۔ خاوند نے اسے بہت بُری طرح محسوس کیا۔ اور کھانا کھانے کے کمرہ میں بیوی پر قاتلانہ حملہ کرنے کے بعد اپنا گلا کاٹ لیا ور مر گیا ؛

حقیقت یہ ہے۔ کہ جن طبائع میں مردانہ غیرت و حمیت ہو۔ وہ بے پردگی کے نتائج بُری طرح محسوس کرتے ہیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ضلع حصار کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے مظالم

احمدی عملی طور پر مسلمانوں کی مصائب میں مدد کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ر اگست سنہ ۱۹۳۰ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

موسم کی تبدیلی کی وجہ سے جو پہاڑ سے میدان میں آنے سے ہوئی ہے۔ مجھے کسی قدر بخار کی شکایت ہے۔ اور جسم پر کچھ پھنسیاں بھی ہیں۔ جن کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل ہے۔ اس وجہ سے ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب نے جو یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اور میرا علاج کر رہے ہیں۔ انہوں نے کچھ وقت کے لئے مجھے آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ لیکن میں چونکہ اسی غرض سے یہاں آیا تھا۔ کہ

باہر رہنے والے دوست

جو ملاقات کے لئے قادیان آنا چاہتے ہیں۔ اور اُن کے لئے دوسری جگہ جانا مشکل ہوتا ہے۔ اور یوں بھی باہر مہمانوں کی رہائش وغیرہ کا انتظام مشکل ہوتا ہے۔ پھر وہاں جانے سے صرف ایک ہی فائدہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ مجھ سے ہی مل سکتے ہیں۔

قادیان اپنی ذات میں

جو فوائد رکھتی ہے۔ ان سے متمتع نہیں ہو سکتے۔ میں ایسے دوستوں کی خاطر ہی یہاں آیا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا۔ کہ

جمعہ کے دن

کہ بھی جب بہت سے لوگ باہر سے بھی تشریف لاتے ہیں اپنے آرام کے دنوں میں شامل کر دوں۔

اس وقت

مسلمانوں کی حالت

جو کچھ ہو رہی ہے۔ اگر ہم چاہیں۔ تو اس سے نگاہ بند بھی کر سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مامور کے انکار کی یہ سزا ہے جو یہ لوگ بھگت رہے ہیں۔ ہمیں ان سے کیا تعلق ہے۔ اور ہماری جماعت میں سے کئی دوستوں کا یہ خیال ہے بھی۔ چنانچہ جب بھی کسی ایسے معاملہ میں جو بلحاظ فوائد مشترک ہوتا ہے۔ ہم نے دخل دیا

جماعت کا ایک حصہ

اس پر معترض ہوا۔ یا اگر اعتراض کا لفظ سخت ہو۔ تو میں یہ کہوں گا۔ کہ اُس نے مشورہ دیا۔ کہ ہمیں اُن سے بالکل علیحدہ رہنا چاہیئے۔

لیکن دوسری طرف

ایک اور نقطۂ نگاہ

ہے۔ اور وہ یہ کہ ان لوگوں سے مذہبی لحاظ سے گو ہمارے تعلقات ایسے نہیں۔ کہ ایک کا دُکھ دوسرے کو محسوس ہو یعنی ہم خدا کے سلوک میں مشترک ہو جائیں۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ اُنہیں کوئی تکلیف پہنچے۔ تو ہمیں دُکھ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے انہیں کوئی گرفت ہو۔ تو ہم بھی اس میں شریک ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ الٰہی سزا کے طور پر اگر ان پر کوئی مصیبت نازل ہو۔ تو ہم اس سے مستثنےٰ ہونگے۔ لیکن سیاسی طور پر یا تمدنی طور پر جو باتیں ہیں۔ ان میں ہم ان سے کسی صورت میں بھی علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اگر ان کو کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچے۔ تو ہم اس میں ان کے شریک ہونگے۔ پس دنیوی لحاظ سے ہم اُن کی عزت اور ذلت میں بھی شریک ہیں۔ اِس لئے ان کی حالت پر آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھ سکتے۔

یہ دو مختلف نقطہ ہائے نگاہ ہیں۔ اور ہماری جماعت میں دونوں قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ میرا اپنا جیسا کہ کئی دفعہ مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں یہی خیال ہے کہ

الٰہی سلوک

میں تو بے شک ہم دونوں مشترک نہیں۔ خدا تعالےٰ کا جو سلوک ہم سے ہے۔ اُن سے نہیں۔ اور جو اُن سے ہے۔ ہم سے نہیں۔ لیکن دنیا کے سلوک میں ہم دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ روحانیت کے جس رتبہ پر اللہ تعالےٰ نے ہمیں فائز کیا ہے۔ اور اسلام کے جس مقام پر ہمیں کھڑا کیا ہے۔ اُنہیں وہ حاصل نہیں۔ لیکن ایک ہندو یا ایک عیسائی جس مقام پر انہیں سمجھتا ہے۔ اُسی مقام پر ہمیں بھی سمجھتا ہے۔ دراصل

مسلمان کی دو تعریفیں

ہیں۔ ایک حقیقت کے لحاظ سے اور ایک نام کے لحاظ سے۔ حقیقت کے لحاظ سے وہ تعریف ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کرتا ہے۔ ہر جماعت اپنے متعلق یہ خیال کرتی ہے۔ کہ روحانیت کا جو مرتبہ ہمیں حاصل ہے وہ دوسرے کو نہیں۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ جس پر کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اگر یہ خیال نہ ہو۔ تو پھر کسی کو

علیحدہ جماعت قائم کرنے کی ضرورت

ہی کیا ہے۔ شیعہ۔ سُنی اور دیگر فرقوں کی موجودگی کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو علیحدہ روحانی مقام پر سمجھتا ہے۔ اور اس میں کیا شُبہ ہے۔ ہر ایک یہی خیال کرتا ہے۔ کہ جس مقام پر ہم ہیں۔ وہ دوسروں کو حاصل نہیں۔ ورنہ کیوں نہ سب ایک ہی ہو جائیں۔

پس ایک تو اللہ تعالےٰ کا سلوک ہوتا ہے۔ اور اس میں ہر فرقہ۔ ہر مذہب۔ بلکہ

ہر انسان دوسرے سے مختلف

ہوتا ہے۔ ایک ہی فرقہ اور عقیدہ کے مسلمانوں میں سے بھی کوئی دو شخص ایسے نہیں ہو سکتے۔ جو اسلام اور روحانیت کے ایک ہی مقام پر ہوں۔ حتیٰ کہ پیر مُرید سے مختلف ہوتا ہے۔ اور مرید پیر سے۔ مگر ایک ظاہری مقام ہے۔ جس میں سب وہ لوگ شامل ہیں۔ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلمان نام میں شامل ہیں۔ اور اس زمانہ کے وہ شرابی کبابی مسلمان کہلانے والے بھی جن کے اندر اسلام کے مغز کا کوئی بھی حصہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کا نام بھی مسلم رکھا ہے۔ اور ننگ اسلام لوگ بھی مسلم کہلاتے ہیں۔ غرض

نام کے اندر

سارے کے سارے جمع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ نام کا تعلق انسانوں

سے ہوتا ہے۔ اور اُن کے سامنے روحانیت نہیں ہوتی۔ اِس لئے وہ ناموں کے لحاظ سے ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ روحانیت کے لحاظ سے فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ کون

حقیقی مسلمان

ہے۔ دُنیا کا تعلق ظاہر سے ہے۔ لوگ تو یہی دیکھتے ہیں کہ فلاں کہتا ہے۔ مَیں مسلمان ہوں۔ اِس لئے وہ مسلمان ہے۔ اور یہ غلط طریق نہیں۔ دنیاوی لحاظ سے یہی اختیار کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ کہ ایسا کرو۔ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض صحابہؓ نے کہا۔ فلاں شخص کہتا تھا میں مسلمان ہوں تو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب وہ کہتا تھا۔ مَیں مسلمان ہوں تو اس سے مسلمانوں والا معاملہ کرنا چاہیئے تھا۔

پس ایک تو روحانی تعلق ہوتا ہے۔ اور اس سے وابستہ امور کی بُنیاد اللہ تعالےٰ کے فیصلہ پر ہوتی ہے۔ لیکن وہ امور جن کا تعلق جسمانیات سے ہے۔ ان کا فیصلہ نام اور اقرار سے ہوتا ہے۔ اور اس نام کے لحاظ سے شیعہ۔ سُنی۔ بوہرے۔ خوجے۔ شاذلی۔ ظواہر۔ بلکہ معتزلی بھی اگر اس وقت موجود ہوں اہلِ قرآن۔ اہلحدیث۔ غرضیکہ یہ

ساری کی ساری اقوام

کیونکہ یہ مذہب نہیں۔ بلکہ اقوام ہیں۔ مسلمانوں میں شامل ہیں۔ اس لحاظ سے ایک معتزلی بھی ویسا ہی مسلمان ہے۔ جیسا کہ ایک احمدی۔ اور ایک حنفی بھی ویسا ہی مسلمان ہے۔ جیسا کہ وہابی۔ اور ایک چکڑالوی یا اہل قرآن بھی ویسا ہی مسلمان ہے۔ جیسا کہ ایک ظاہری۔ بے شک ان میں سے ایک تو قرآن کے ظاہری لفظوں کے پیچھے جا رہا ہے۔ اور ایک حدیث کے ظاہری لفظوں کی اتباع ضروری سمجھتا ہے۔ مگر یہ سب کہلاتے مسلمان ہیں۔ غیر اقوام والے جب مسلمانوں سے سلوک کرتے ہیں۔ تو اسی لفظ کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں۔ اگر وہ صُلح کرتے ہیں۔ تو سب سے۔ اور اگر لڑائی کرتے ہیں۔ تو سب سے۔ اس لحاظ سے مَیں نے متواتر یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ سیاسی اور تمدنی لحاظ سے ہم دوسروں سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ پچھلے دنوں ایک صاحب نے تحریک کی تھی۔ کہ

احمدی علیحدہ نیابت کا مطالبہ کریں

شیعہ الگ۔ اور سُنی الگ۔ دوسروں کے متعلق تو مجھے معلوم نہیں کہ اس تجویز کو انہوں نے کس نظر سے دیکھا۔ لیکن مَیں نے اُسے بہت بُری نظر سے دیکھا۔ کیونکہ اس سے سوائے تفرقہ اور شقاق کو بڑھانے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ چاہیئے تو یہ کہ جس حد تک ہو سکے۔

اتحاد کا حلقہ

وسیع کیا جائے۔ اور اس لحاظ سے قرآن کریم نے تو اہل کتاب کا ایک حلقہ تجویز کیا ہے۔ اور مشترکہ مقاصد میں انہیں متحد ہونے کی ہدایت کی ہے۔ مگر

بعض لوگوں پر

یہ اتحاد بہت گراں گذرتا ہے۔ خصوصًا ان لوگوں پر جو ہم سے علیحدہ ہو کر لاہور چلے گئے ہیں۔ اور جنہیں لاہوری یا پیغامی غیر مبایعین کہا جاتا ہے۔ ان پر تو یہ اس قدر شاق گذرتا ہے۔ کہ اگر اتحاد کا نام بھی لیا جائے۔ تو وہ فوراً شور مچا دیتے ہیں۔ کہ یہ فلاں کو کافر کہتے ہیں۔ ان سے اتحاد کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اس

اتحاد کے معنے

صرف یہ ہیں۔ کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں تمام مسلمان کہلانے والے ایک ہو جائیں۔ کیونکہ اس لحاظ سے ہم سب مشترک ہیں۔ لیکن جو اختلاف ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم کہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ سے جو ہمارا معاملہ ہے۔ وہ تمہارا نہیں۔ اور ان دونو باتوں میں

زمین و آسمان کا فرق

ہے۔ ہر جماعت کا یہ دعویٰ ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارا خدا تعالےٰ سے جو تعلق ہے۔ وہ دوسروں کا نہیں۔ ہم اس سے بہت زیادہ قرب رکھتے ہیں۔ لیکن ہندو کونسی ایسی ہستی ہیں۔ کہ ان کے متعلق مقابلہ کیا جائے کہ ہم ان کے زیادہ مقرب ہیں یا تم۔ خدا تعالےٰ کی ذات ایسی ہے۔ کہ اس سے تعلق میں مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ہم مقابلہ کرتے ہیں۔ اور صاف کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ سے ہمارا جو تعلق ہے۔ وہ تمہارا نہیں۔ اور دوسرے بھی یہی کہتے ہیں۔ لیکن ہندو کے مقابلہ میں اگر اس بات کو پیش کیا جائے اور کہا جائے۔ ہم ہندوؤں کے مقابلہ کیلئے احمدیوں کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ ہندو ایسے بلند مقام پر ہیں کہ ہمارے ساتھ متحد نہ ہونے والوں کی خواہش ہے۔ ہندوؤں کا جو پیار ان سے ہونا چاہیئے۔ اس کے احمدی مستحق نہیں پس یا تو ایسے لوگ

شرارت کے نتیجہ میں

ایسی باتیں کرتے ہیں۔ یا پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے نزدیک ایسی تقدیس حاصل ہے۔ کہ وہ نہیں

خدا تعالےٰ کا قائم مقام

خیال کرتے ہیں۔ کہ انکی خواہش ہے۔ کہ ہندو اپنی برکات سے انہیں مستفیض کریں۔ احمدیوں کو نہ کریں۔ وہ تنہا ہی ہندوؤں کے منظور نظر اور مقرب کہلائیں۔ احمدیوں کا اس میں کوئی حصّہ نہ ہو بلکہ

ہندوؤں کے مظالم

ان کے نزدیک اس قدر پسندیدہ ہیں۔ کہ وہ چاہتے ہیں۔ ہندو اپنے جور وستم کے تیروں کے لئے انہی کو مخصوص کر لیں۔ ملازمتوں سے انہی کو نکالیں۔ بائیکاٹ انہیں کا کریں۔ احمدیوں کو ان مصائب

وشدائد سے کوئی حصّہ نہ دیں۔ کیونکہ احمدی ان کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ یہ لوگ ہیں۔ جو اس اتحاد کے مخالف ہیں۔ حالانکہ ہم نے کبھی کسی کی منت خوشامد نہیں کی۔ مگر ان کی

ساری کی ساری عمر

ہی خوشامدیں کرنے میں بسر ہوئی ہے۔ وہ ہمیشہ منتیں کرتے رہے ہیں۔ خواہ اپنوں کی یا غیروں کی۔ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر باقی مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ

اتحاد ہونا چاہیئے

مگر سوال تو یہ ہے۔ کیا صرف خیالات سے بھی کچھ ہو سکتا ہے خیالی پُلاؤ سے انسان کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور خیالی روٹی خواہ کتنی لذیذ ہو۔ پیٹ نہیں بھر سکتی۔ بے شک اگر یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ تو ہمیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ شاید اس پر عمل بھی ہو جائے۔ مگر فائدہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ خیال عملی جامہ نہ پہن لے۔ اور ہم جب تک

غیروں کے مقابلہ میں متحد

نہ ہونگے۔ یہ خیال کوئی نفع نہیں دیگا۔ ہندوؤں کو ہم دیکھتے ہیں اگر ایک آدمی ان میں سے کہیں مارا جائے۔ تو وہ اتنا شور مچاتے ہیں۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کوؤں کی قطار کو کسی نے چھیڑ دیا۔

سارا ہندو عالم

چیخ و پکار سے آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے۔ لیکن مسلمانوں پر اگر کہیں مصیبت کا پہاڑ گر پڑے۔ تو جانے دو سب فرقوں کے اتحاد کو۔ ایک جگہ کے حنفی کے گلے پر اگر چُھری چل رہی ہو۔ تو دوسری جگہ کے حنفیوں کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ پچھلے دنوں جب

پشاور میں فساد

ہؤا۔ اور بہت سی گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ تو میں نے چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو وہاں بھیجا۔ کہ جا کر جس حد تک ہو سکے۔ مدد کریں یعنے جس حد تک لوگوں کا قصور سمجھیں۔ اُنہیں سمجھائیں۔ اور جس حد تک حکام کی زیادتی ہو انہیں توجہ دلائیں۔ ہم نے ان لوگوں کی مدد بھی کی۔ چندہ بھی دیا۔ گورنمنٹ کے افسروں سے ملاقاتیں بھی کیں۔ اور پھر حکومت ہند سے بھی خط وکتابت کی۔ لیکن چوہدری صاحب نے مجھے بتایا۔ ان لوگوں میں جو سب سے بڑھا ہوا احساس تھا۔ وہ یہی تھا۔ کہ

مسلمانوں نے ہماری مدد نہیں کی

اور ہندوؤں نے کی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اگر اس سے کوئی بہت چھوٹا واقعہ بھی ہندوؤں میں ہوتا۔ تو تمام کے تمام ہندو لیڈر وہاں پہنچ جاتے۔ مگر مسلمانوں میں سے کوئی لیڈر وہاں نہ پہنچا۔ اخبارات نے بے شک ان کی تائید کی۔ لیکن

مسلم اخبارات کی حالت

ابھی ایسی ترقی یافتہ نہیں۔ کہ تمام حلقوں میں اپنی آواز پہنچا سکیں پٹھانوں کے اندر

جنبہ داری کا خیال

بہت راسخ ہوتا ہے۔ اور اس کے ماتحت وہ بعض شدید مذہبی اختلافات کو بھی بھول جاتے ہیں۔ کئی مرتبہ ایک قبیلہ کی دوسرے قبیلہ سے محض اس وجہ سے لڑائی ہو جاتی ہے۔ کہ ہمارے قبیلہ میں رہنے والے ہندو کو تمہارے کسی آدمی نے کیوں چھیڑا۔ گویا بالکل ویسی ہی ان کی عادت ہے۔ جیسی عربوں کی تھی۔ کہتے ہیں۔ ایک شخص کے کھیت میں ایک کُتیا نے بچے دیئے ہوئے تھے۔ کسی کے مہمان کی اونٹنی کے پاؤں سے ان میں سے ایک کچلا گیا۔ اسی پر

قبائل میں جنگ

شروع ہو گئی۔ ایسی طاقت کو اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے۔ تو ملک و قوم کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے چنانچہ انہی عربوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی کایا پلٹ کر رکھدی تو یہ جذبہ

نہایت عمدہ جذبہ

ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے صحیح طور پر کام لیا جائے۔ اگر اس مصیبت کے وقت تمام ہندوستان کے مسلمان ان کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ تو بہت ہی مفید ہوتا۔ اور ان کے تعلقات ہندوستان کے مسلمانوں سے نہایت مضبوط ہو جاتے۔ یہ نہیں۔ کہ انہوں نے غلطیاں نہ کیں۔ ان سے بھی غلطیاں ہوئیں اور ہم نے ان کی کئی غلطیاں ان کو بتائیں۔ اور نصیحت کردی۔ آگے ماننا یا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ لیکن جس حصہ میں ان پر سختی ہوئی۔ اس میں ہم نے ان کو مالی امداد بھی دی۔ اپنے آدمی بھی ان سے ہمدردی کے لئے بھیجے۔ اور گورنمنٹ کو بھی توجہ دلائی۔ اگر یہی طریق

سارے ہندوستان کے مسلمان

اختیار کرتے۔ تو ہر افغان کا دل جذبات تشکر سے بھر جاتا۔ اور وہ سمجھتا۔ میں ایک ہندوستانی مسلمان ہوں۔ اور آٹھ کروڑ مسلمانوں میں شامل ہوں۔ یہ بات اسے باقی مسلمانوں کے اس قدر قریب کر دیتی جس کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی طرف سے ایسا نہ کیا گیا

۱۹۲۷ء میں

لاہور میں جب چند بے گناہ مسلمان مارے گئے۔ تو میں نے ان کی حمایت میں آواز بلند کی۔ اور مسلمانوں کو ایسے مصائب کے وقت متحد ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملک کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک ایک آگ لگ گئی۔ اور مسلمان ایک دوسرے کو اپنے جسم کا حصہ سمجھنے لگ گئے۔ لیکن بعض وہ لوگ جنہیں یہ اتحاد گوارا نہیں تھا۔ یا وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ اتحاد احمدیوں یا مبایعین کے ذریعہ قائم ہو۔ انہوں نے سمجھا۔ یہ تو لیڈر بننے لگے ہیں۔ ہمیں کون پوچھے گا۔ اس خیال سے اس اتحاد کو تباہ کرنے کے لئے انہوں نے وہ فتنہ کھڑا کرایا۔ جو فتنہ مستریاں کے نام سے موسوم ہے۔ یہ دیکھکر ہم خاموش ہو گئے۔ اور کہدیا۔ کہ یہ میدان تم خود ہی سنبھالو۔ اس کے بعد کئی واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ مگر میں نے رائے کا اظہار نہ کیا۔ کیونکہ میں نے دیکھا۔ ہمارے آگے آنے سے خود ان کے اندر لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ شاید ہم الگ رہیں۔ تو ان میں اتحاد پیدا ہو جائے۔ مگر اس تین سال کے عرصہ میں یہ

تحریک اتحاد بڑھنے کے بجائے کمزور ہو گئی

ہے۔

پشاور کا واقعہ بہت اہم تھا۔ مگر اس کی طرف جو توجہ کی جانی چاہیئے تھی۔ اس کا ۱/۴ حصہ بھی نہ کی گئی۔ اب

ایک اور نیا واقعہ

ہوا ہے۔ جو فردی نہیں۔ بلکہ ہمیں معلوم ہے۔ کہ دیر سے اس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور اگرچہ مسلمانوں کو اس کا علم بھی ہوا۔ پھر بھی انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ دیر سے افواہ ہے۔ کہ

ضلع حصار میں

کئی ہندو ایسے کھڑے ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے قسمیں کھا رکھی ہیں۔ کہ جہاں کہیں کسی مسلمان پر ان کا قابو چلے گا۔ اسے مار دینگے۔ یا لوٹ لینگے۔ گویا بعینہٖ وہ اسی طرح کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے سیواجی نے کیا۔ یا جو سکھوں کی شورش کے ایام میں ہوا۔ اکیلے دوکیلے مسلمانوں کو مار دیا جاتا ہے۔ یا لوٹ لیا جاتا ہے۔ اس علاقہ کو اس مار دھاڑ کے لئے اس واسطے چُنا گیا ہے۔ کہ وہاں ہندو زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ اور یہ تجربہ ہو رہا ہے۔ کہ کیا مسلمان اسے برداشت کریں گے یا نہیں۔ کہ انہیں

ہندوستان سے مٹا دیا جائے

اور آیا ان کے خون کی کوئی قیمت ہے یا نہیں۔ اگر ہے۔ تو کچھ عرصہ تک انتظار کر کے مسلمانوں کو اور بے غیرت بنانے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر پچھلی کوششیں کامیاب ہو چکی ہیں۔ تو پھر انہیں مٹا دیا جائے۔ یہ جذبہ ہے جو ضلع حصار کے فسادات کے پیچھے کام کر رہا ہے۔ ورنہ وہاں کونسی ایسی

نئی بات

ہے۔ جو اور جگہ کے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور حصار کے مسلمان کونسی ایسی حرکت کرتے ہیں۔ جو بٹالہ۔ گورداسپور لاہور۔ پشاور وغیرہ دیگر مقامات پر بسنے والے مسلمان نہیں کرتے۔ اگر ضلع حصار کے مسلمان گائے ذبح کرتے ہیں۔ تو سارے ہندوستان کے مسلمان ایسا کرتے ہیں۔ اگر وہ نماز پڑھتے ہیں۔ تو سب جگہ ہی پڑھی جاتی ہے۔ اگر وہ اذان دیتے ہیں۔ تو سب مسلمان ایسا کرتے ہیں۔ بلکہ نماز اور اذان وغیرہ امور میں تو وہ شاید دوسرے مسلمانوں سے بہت پیچھے ہی ہوں۔ پھر سوچنے کی بات ہے۔ کہ انہوں نے کیا قصور کیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سارا وبال ان پر پڑ رہا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہاں

مسلمانوں کی تعداد بہت کم

ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں بھی جب شورش ہوئی۔ تو پہلے انہی اضلاع سے اس کا آغاز ہوا تھا۔ جہاں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ یعنی وہ شرقی اضلاع سے چھوٹی تھی۔ اور وسطی اضلاع میں پھیل گئی۔ وہی حالت اب پھر پیدا ہو رہی ہے۔ اور ہونے والی ہے۔ وہاں اسی طرح دیکھا جا رہا ہے۔ جیسے سیندھ یا نقب لگانے والا اندازہ کرتا ہے۔ کہ اسے کام کرنے کے لئے کونسی جگہ موزون بیٹھے گی۔ مسلمانوں کو قتل کیا جاتا۔ یا لوٹا جاتا ہے۔ تو یہ

قتل انفرادی نہیں

بلکہ ان سے یہ دیکھا جا رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر بیداری ہے۔ یا نہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ ٹوہانہ ضلع حصار میں دو شخص داخل ہو کر سر راہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ہر گذرنے والے سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ وہ ہندو ہے۔ یا مسلمان۔ ہندو کو گذرنے دیا جاتا ہے۔ اور مسلمان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ سات مسلمانوں کو متواتر بازار میں گولی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ لیکن قاتل کو پکڑنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ کیا اس کے صاف معنی یہ نہیں۔ کہ وہاں کے ہندوؤں کی

ہمدردی دراصل قاتل کے ساتھ

تھی۔ یہاں قادیان میں اگر کبھی کسی ہندو کے ہاں چوری وغیرہ کی واردات ہو۔ تو سب سے پہلے اس کی مدد کو پہنچنے والے احمدی ہوتے ہیں۔ وہاں اگر ہندو قاتل کے ہمدرد نہ تھے۔ تو انہوں نے اُسے پکڑنے کی کوشش کیوں نہ کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قاتل نے کئی ہندوؤں کو ہندو ہونے کی وجہ سے گذرنے دیا۔ پھر کیا یہ اس کے پاس سے گذرنے والے اسے پکڑ نہیں سکتے تھے۔ جبکہ پاس والے شخص پر بندوق سے فائر نہیں ہو سکتا۔ ان کا چپ چاپ سب کچھ دیکھتے رہنا اس امر کا بدیہی ثبوت ہے۔ کہ مسلمانوں کو قتل کرنے کا شوق ان کے دلوں میں بھی اس قاتل سے کم نہ تھا۔ اور قاتل وہی شخص نہیں جس نے فائر کئے۔ بلکہ وہاں کے وہ سب ہندو جنہیں اطلاع ملی اور خاموش رہے۔ اس

واردات میں شامل

ہیں۔ اگر کوئی شخص اتفاقاً وہاں آ جاتا۔ اور بے تحاشا گولیاں

چلانی شروع کر دیتا۔ اور اس طرح کچھ مسلمان بھی مر جاتے۔ تو وہ اور صورت تھی۔ لیکن ایک شخص آتا ہے۔ اور ایک ہی دفعہ بے تحاشا حملہ نہیں کرتا۔ بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور ہر شخص کی اچھی طرح دیکھ بھال کر کے صرف مسلمان کو مارتا ہے۔ پھر وہ وہاں سے بھاگتا ہے۔ اور راستہ میں ایک مسلمان تحصیلدار اور ایک مسلمان چوکیدار کو تو ہلاک کر دیتا ہے۔ لیکن انکے ایک ہندو ساتھی کو چھوڑ دیتا ہے۔ مگر کوئی اُسے پکڑنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ

پہلا واقعہ نہیں

دیر سے سُن رہے ہیں۔ کہ اس علاقہ کے کئی ہندوؤں نے قسمیں کھا رکھی ہیں۔ کہ جہاں بھی ان کا زور چلے۔ مسلمانوں کو مار دینگے۔ اور وہاں اِکے دُکے واقعات آئے دن ہوتے بھی رہتے ہیں۔ مگر مسلمانوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں

مسلمان اخبارات

چند ایک آرٹیکل لکھ دینگے۔ مگر اس طرح جوش قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ ڈھاکہ میں فسادات ہوئے۔ جن کے نتیجہ میں کئی مسلمان برباد ہو گئے۔ وہاں کے رؤساء کے دستخطوں سے میرے پاس چٹھی آئی ہے۔ کہ مسلمان فاقوں مر رہے ہیں۔ مگر دوسرے مسلمانوں کو کوئی پرواہ نہیں۔ اور ان میں کوئی جوش پیدا نہیں ہوا۔ ایسے واقعات متواتر اور مختلف مقامات پر پیش آ رہے ہیں۔ اور مقامات ایسے چُنے جاتے ہیں جہاں یا تو مسلمان ہیں۔ تو زیادہ تعداد میں۔ مگر ایسے کمزور ہیں۔ کہ انکو ڈرا کر مرعوب کیا جا سکتا ہے۔ جیسے ڈھاکہ میں۔ یا پھر ایسے مقامات۔ جہاں ہندو جنگی اقوام آباد ہیں۔ اور مسلمان تعداد میں بہت کم ہیں۔ تا مسلمانوں پر رعب ڈالا جا سکے۔ کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ

۱۹۲۶ء میں مالویہ جی

ایک مجلس میں شامل ہوئے۔ وہاں یہ سوال پیش ہوا۔ کہ سیاسی حقوق کا باہمی فیصلہ کر لیا جائے۔ اسوقت پنڈت مالویہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور رقت کے ساتھ انہوں نے کہا۔ کہ مجھے شرم آتی ہے۔ کہ ہندو مسلمان تو ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ اور ہم یہاں بیٹھے سیاسی حقوق کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ

ہندو مسلمانوں کو گلے ملا دیں،

لیکن اس وقت وہی پنڈت مالویہ انگریزوں کے بائیکاٹ پر لیکچر دے رہے ہیں۔ اور انہیں کبھی بھولے سے بھی خیال نہ آیا ہوگا۔ کہ ہندو مسلمانوں کو گلے ملانا چاہیئے۔ اسوقت ہندو مسلمانوں کے تفرقہ پر آنسو بہانا ہی انکی قوم کے لئے مفید تھا۔ اس لئے انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اب ان کے لئے یہی مفید ہے۔ جو وہ کر رہے ہیں۔ پنڈت مالویہ

بینگن کے ملازم

نہیں۔ بلکہ راجہ کے ملازم ہیں۔ کہتے ہیں۔ کسی راجہ نے بینگن کی بہت تعریف کی۔ اس پر ایک درباری نے جو خوشامدی تھا تعریفوں کے پُل باندھ دیئے۔ اور کہنے لگا۔ حضور اس کی تو شکل ہی نہایت دلربا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی صوفی زاویہ میں بیٹھا خدا کی عبادت کر رہا ہے۔ لیکن کچھ دنوں تک بینگن کھانے سے راجہ کو بواسیر ہو گئی۔ تو اُس نے کہا میں تو بینگن کو اچھا سمجھتا تھا لیکن یہ تو تکلیف دہ چیز ثابت ہوئی۔ اس پر اسی درباری نے اس کی بُرائیاں بیان کرنا شروع کر دیں۔ اور کہا حضور اس کی شکل ہی گھناؤنی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی چور کے ہاتھ مُنہ نیلے کر کے اسے پھانسی پر لٹکا رکھا ہو۔ کسی نے اسے کہا۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ تم اس کی اتنی تعریفیں کر رہے تھے۔ اور آج اس کی برائیاں بیان کر رہے ہو۔ کہنے لگا میں راجہ کا ملازم ہوں۔ بینگن کا ملازم نہیں ہوں۔ اسی طرح پنڈت مالویہ ہندو قوم کے نوکر ہیں۔ اگر انہیں ہندوؤں کو مسلمانوں کے گلے ملانے میں فائدہ ہو یا ہندو قوم کے گلے زیادہ تعداد میں کٹ رہے ہوں۔ تو وہ اس قتل و خونریزی پر زور دیں گے۔ لیکن اگر گلے کاٹنے میں انکی قوم کا فائدہ ہو۔ تو وہ منہ دوسری طرف پھیر لینگے۔ اور کہدینگے۔ جاؤ اگر تم گلے کاٹتے ہو۔ تو کاٹتے پھرو۔

مسلمانوں میں صرف

لیڈری کا شوق

ہے۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ تھوڑے لوگ ایسے بھی ہیں۔ جن کے دل میں درد ہے۔ اور کام کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ تو بہت سے ہیں۔ جو کام کر سکتے ہیں۔ اگر پہلے لیڈروں کو پھانسی دیدی جائے۔ تو وہ فوراً آگے آ جائینگے۔ لیکن جب تک لیڈری نہیں ملتی۔ وہ میدان میں کبھی نہیں آئیں گے۔ اور جب تک

لیڈری کا شوق

ترک کر کے مسلمانوں میں کام کرنے والے نہ ہونگے کامیابی محال ہے۔ ۱۹۲۷ء میں میں نے تحریک کی تھی۔ کہ ہندو چونکہ مسلمانوں سے کھانے پینے کی چیزیں نہیں خریدتے۔ اسلئے جب تک ہندو اُن سے نہ خریدیں۔ وہ بھی ان اشیاء کا اُنسے خریدنا بند کر دیں مگر

مسلمانوں کی نازک حالت

کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں نے اعلان کر دیا۔ کہ مسلمانوں کی ہستی ہی کیا ہے۔ تم خود انکو سودا دینا بند کر دو۔ تو یہ بھوکے مر جائیں گے۔ گویا وہ حربہ جو ساری دنیا کے لئے فائدہ کا موجب ہوا کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے وہ بھی موجب نقصان ہوا۔ اب ایک طرف تو کانگریسی مسلمان لیڈر شور مچا رہے ہیں۔ کہ مسلمان کانگریس کے ساتھ ہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ حالت ہے۔ کہ پرتاپ ۳ اگست لکھتا ہے۔ ہندو مسلمانوں کی امداد کے بنا سوراجیہ لے سکتے ہیں۔ اور انہوں نے دکھلا دیا ہے۔ کہ وہ لے سکتے ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی کیا خوشامد۔ گویا وہی بات ہوئی۔ کہ

مرغی جان سے گئی

اور کھانیوالے کو مزہ بھی نہ آیا۔ مسلمانوں کی حالت اسوقت ایسی کمزور ہو گئی ہے۔ کہ دوسرے لوگ جس طرح مرضی ہوتی ہے۔ ان سے معاملہ کرتے ہیں۔

مَیں اس معاملہ میں حکومت کو بھی بَری نہیں سمجھتا۔ اس کا فرض تھا۔ کہ دو تین ماہ پیشتر واقعات سے پبلک کو آگاہ کر دیتی اور اگرچہ ان واقعات کی قانونی تو نہیں۔ مگر

اخلاقی ذمہ واری حکومت پر

ضرور ہے۔ کہ اس نے کیوں قبل از وقت لوگوں کو خبردار نہ کیا۔ اور کیوں ان افسروں کو وہاں سے تبدیل نہ کر دیا۔ جن کی شرکت عملاً یا خاموشی سے معلوم ہوتی تھی۔ وہاں ہندو افسروں کا جمگھٹا ہے۔ مگر گورنمنٹ نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ضروری تھا۔ کہ پبلک کو بھی آگاہ کر دیا جاتا۔ اور گورنمنٹ خود بھی انتظام کرتی۔ ابھی تک بھی وہاں امن قائم نہیں ہوا اور نہیں ہوگا۔ جب تک مسلمان اور گورنمنٹ اپنی ذمہ واری محسوس نہ کریں گے۔ مسلمانوں کو پوری ہمدردی سے متفق ہوکر

اپنے بھائیوں کی امداد

کرنی چاہیئے۔ پھر دیکھو کتنی جلدی یہ حالت بدل جاتی ہے۔ اگر تمام ہندوستان کے مسلمان یہ سمجھیں۔ کہ ڈھاکہ اور حصار کے مسلمانوں کو تکلیف نہیں پہنچی۔ بلکہ ہمیں پہنچی ہے۔ ان پر ظلم نہیں ہوا۔ بلکہ ہم پر ہوا ہے۔ تو دو تین ماہ کے اندر اندر ہی امن قائم ہو سکتا ہے۔ ہندو بس وہاں یہ سمجھ لینگے۔ کہ اگر کچھ مسلمانوں کے بھی ہمدرد موجود ہیں۔ اور ان کے لئے بھی کسی کے دل میں غیرت اور جوش پیدا ہو سکتا ہے۔ تو سب ہوش آ جائیگا۔ اور عقل ٹھکانے آ جائے گی۔ پس

اگر مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں

تو ضروری ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کا درد اپنے دل میں پیدا کریں۔ مَیں جہاں

اپنی جماعت کو

اِس بات کی تلقین کرتا ہوں۔ کہ وہ سختی سے اپنے امتیازات کو قائم رکھے۔ وہاں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اس امر میں بھی دوسروں کے لئے نمونہ بنے۔ کہ مذہبی عقائد کے اختلافات کے باوجود دنیوی اتحاد ہو سکتا ہے۔ احمدیوں کو چاہیئے۔ دوسروں کو اس بارہ میں سبق دیں۔ اگر کسی مسلمان پر مصیبت آئے۔ تو

وہ سمجھیں۔ اس پر نہیں۔ یہ مصیبت ہم پر آئی ہے۔ اگر ہر جگہ حنفیوں کی مدد کے لئے احمدی کھڑے ہوں۔ تو یقیناً حنفیوں کے دلوں میں بھی غیرت اور بیداری پیدا ہوگی۔ اور ایک نہ ایک دن وہ بھی ضرور اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے اٹھیں گے۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ

ہمارا کام تبلیغ ہے۔

اور اگر اس میں کوئی روک پیدا ہو۔ تو ہم اور سب کچھ ترک کر دینگے اور اسی طرف لگ جائینگے۔ لیکن بعض کام ایسے ہیں۔ جو اس میں روک نہیں۔ بلکہ ممد ہیں۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو ملک میں شورش اور بھی بڑھیگی۔ اور اگر فسادات اسی طرح جاری رہے۔ تو تبلیغ کے رستے بھی رک جائینگے۔ پس اس وقت ملک سے فساد دور کرنا اور امن قائم کرنا

تبلیغ کا حصّہ

ہے۔ یہ تو ناجائز ہے۔ کہ تبلیغ کو چھوڑ کر ہم اسی میں لگ جائیں۔ لیکن اگر ایک حد تک یہ کام بھی ساتھ ساتھ کرتے جائیں۔ تو ضرور ہمارے لئے مفید ہی ہوگا۔ جس قوم پر پژمردنی چھا جاتی ہے۔ وہ مذہب کی طرف بھی کم توجہ کیا کرتی ہے۔ ہندو جوں جوں طاقت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ مذہب میں بھی پکے ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن مسلمان کمزوری کے ساتھ ساتھ مذہب سے بھی غافل ہو رہے ہیں۔ انتہائی درجہ کی فکر بھی انسان کو بے ایمان بنا دیتی ہے۔ جیسے انتہائی درجہ کی راحت بنا دیتی ہے۔

میں

جماعت کے دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ عملی طور پر مسلمانوں کے مصائب میں ان کے شریک ہوں۔ ان میں نہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بطور غضب نازل ہوں۔ بلکہ جو مصائب ان پر اس لئے آتے ہیں۔ کہ وہ مسلمان کیوں کہلاتے ہیں۔ ان میں ضرور ان کے ساتھ شریک ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حقیقی اسلام بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے۔ کہ

اسلام کا نام بھی بہت پیارا

ہے۔ اور اس کا تعلق بھی بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً کیوں فرمایا:-

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

یہ شعر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

الہامی شعروں میں سے ایک

ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے احساسات کا بھی ضرور خیال رکھا کرو۔ کہ یہ میرے رسول کی محبت کے دعویدار ہیں۔ پس حقیقت اسلام بہت پیاری چیز ہے۔ اور اس کے بغیر خدا تعالےٰ سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ مگر اسلام کا نام بھی بہت پیارا ہے۔ اور جس بات میں ان کا قصور نہیں۔ اور جو مصیبت ان پر اس لئے نہیں آتی۔ کہ وہ مامور کا انکار کرتے ہیں۔ یا قرآن کی پابندی نہیں کرتے۔ بلکہ اس وجہ سے آتی ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو کیوں

لفظ اسلام سے منسوب

کرتے ہیں۔ اس میں ان کے ساتھ پوری پوری ہمدردی کرد۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیے۔ کہ جو لوگ محض اسلام کے نام کی طرف منسوب ہونے والوں کو مٹانے کے لئے تیار ہیں۔ وہ حقیقت اسلام پر قائم ہونے والوں کے کس قدر زیادہ دشمن ہونگے۔ پس جو لوگ مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ وہ دراصل ان کے نہیں۔ بلکہ

ہمارے دشمن

ہیں۔ ہماری جماعت کو ایسا ہمدردانہ رویہ اختیار کرنا چاہئیے۔ اور ایسے رنگ میں ان باتوں میں حصہ لینا چاہئیے۔ کہ جس سے مسلمانوں کے اندر یہ غیرت پیدا ہو۔ کہ یہ دوسرا فرقہ اور غیر ہو کر جب اس قدر ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ تو ہم کیوں نہ کریں۔ اگر ہماری جماعت اس میں نمونہ بنے۔ تو بہت تھوڑے عرصہ میں بیداری پیدا ہو سکتی ہے۔

یہ مت خیال کرو

کہ ہم اتنے کام کس طرح کر سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے انسان کو ایسی حالت میں پیدا کیا ہے کہ وہ سارے کام کر سکتا ہے۔ اور پھر جس جماعت کو وہ اپنے لئے چن لیتا ہے۔ اسے تو کام کرنے کی بہت زیادہ توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ آپ لوگ یہ ارادہ کر لیں۔ کہ ہم ہر نیک کام میں حصہ لیں گے۔ پھر خدا تعالےٰ بھی ہر کام کرنے کی توفیق عطا فرماویگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی۔ کہ میں اپنے بندے سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ جیسی وہ مجھ سے امید رکھتا ہے۔ پس تم یہ خیال ہی کیوں کرتے ہو۔ کہ ہماری طاقت کمزور ہو جائے گی۔ یا مالی لحاظ سے کمزور ہو جائیں گے۔ یقین رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کریگا۔ ہر نیکی کی توفیق دیگا۔ اور

ہر بلند مرتبہ پر فائز

کریگا۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کو مایوس کرنا پسند نہیں کرتا۔

مقتولین ٹوہانہ کی ہمدردی میں جلسہ

ایک جلسہ عام میں حسب ذیل ریزولیوشن منظور کئے گئے۔

(۱) باشندگان بڈہلاڈہ کا ماتمی جلسہ مقتولین ٹوہانہ کے وحشیانہ قتل پر جو بالکل بے خبری کی حالت میں عمل میں آیا ہے۔ نہایت رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور متوفیان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی رکھتا ہے۔

(۲) مسلم باشندگان بڈہلاڈہ دین خان صاحب نائب تحصیلدار ٹوہانہ اور انکے محرر کے وحشیانہ قتل پر نہایت رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اور متوفی کے پسماندگان سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ پسماندگان کی مدد فرمائے۔

(۳) اس جلسہ کی رائے میں ہر پھول سنگھ قاتل کی مدد پر۔ در پردہ ایک زبردست ہندو عنصر ہے۔ اور یہ تمام قتل ایک منظم سازش کا نتیجہ ہیں۔ جیسا کہ ۲۹ جولائی کے پرتاپ میں اسے گرو بھگت کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے ۔۔۔

آنریری مجسٹریٹ درجہ اول

سردار امیر محمد خان صاحب تمندار قیصرانی

تحریر فرماتے ہیں

اگرچہ میری طبیعت اشتہاری دواؤں سے متنفر تھی۔ لیکن آپ کا اشتہار ایک احمدی بھائی کی جانب سے اور احمدیت کے مرکز سے جاری شدہ تھا اس لئے آپکی خدمت میں **شربت فولاد** کے واسطے لکھا گیا جو کہ آپنے فوراً بھیج دیا۔ اس کا استعمال مطابق آپکی فرمائش کے کیا گیا۔ مریضہ ہسٹیریا کی مرض میں اکثر مبتلا رہتی تھی۔ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے مریضہ کو اب بالکل آرام ہے اور آپ کا **شربت فولاد** ہسٹیریا کا تیر بہدف **علاج** ہے اور آپ کا فرمانا بالکل بجا ثابت ہوا ہے۔ اور جس طرح جو جو فوائد شربت مذکور کے بتلائے گئے تھے ویسے ہی پائے۔ مہربانی فرما کر

ایک بوتل اور شربت فولاد ارسال کردیں

شربت فولاد عورتوں کی بیماریاں

متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض۔ ناطاقتی۔ اٹھرا

اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے

قیمت فی شیشی ۶۰ خوراک تین روپے آٹھ آنہ

تیار کردہ **فیض عام میڈیکل ہال قادیان** (پنجاب)

نیک نام گھڑیاں

ایک گھڑی برسوں کافی — فل جوئل لیور گارنٹی شدہ

انصافاً اور اخلاقاً ہماری ذمہ داری

گھڑی خلاف آرڈر پہونچے۔ فوراً واپس کریں۔ تبدیلی معہ خرچ ہمارے ذمہ۔ ہر گھڑی کی درستی ایک سال تک مفت۔ بے احتیاطی باعث نقصان ہوگی۔ اکثر مبلغین و کارکنان سلسلہ احمدیہ نے تجربہ کیا ہے۔ آپ بھی ضرور تجربہ کریں۔

دستی ۱۵ ارتائش سوٹی کلائی کے لئے نکل کیس للعہ رولڈ گولڈ للعہ ۱۴

〃 〃 ۱۲ درمیانی کلائی 〃 للعہ چاندی ۱۲ رولڈ گولڈ ۱۵

〃 ۱۰ 〃 پتلی کلائی 〃 〃 〃 〃

جیبی ۱۶ دس جوئل للعہ ۱۵ جوئل للعہ ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ

ٹائم پیس ٹیبل الارم بہت اعلیٰ ہیں۔ کم قیمت گھڑیاں بغیر گارنٹی مہیا بھیجینگے

المشتہر حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور۔ یو۔ پی

لودیانہ کے خاص تحفے

سلکی ریشمی مشہدی لونگی۔ رنگ سیاہ یا سلیٹی طول ۶ گز قیمت تین روپے چار آنے
سلکی ریشمی پشاوری لونگی۔ دھاریدار کنارہ سفید یا سیاہ ۶ گز تین روپے چار آنے
سلکی ریشمی صافہ جھالر دار۔ رنگ شربتی۔ سفید۔ خاکی۔ بادامی طول ۶ گز ...
سوتی پشاوری لونگی۔ باریک ریشم کی مانند۔ طول ۶ گز۔ درجہ خاص پانچ روپے ... درجہ اول ۶ گز تین روپے آٹھ آنے۔ درجہ دوم موٹا مضبوط کپڑا ۶ گز۔ دو روپے
صافہ دیسی سوت۔ سفید یا مشہدی وپشاوری ۶ گز ایک روپیہ آٹھ آنہ ۷ گز ایک روپیہ ...
شربتی سلکی خاکی صافہ۔ مشہدی پلہ۔ رنگ خاکی۔ ۶ گز۔ قیمت پانچ روپے ...
اصلی شربتی صافہ بہتر بھاگلپوری۔ خوبصورت۔ مضبوط ۶ گز چھ روپے ۷ سات گز ... روپے
اصلی ریشمی ریشمانہ لنگی۔ رنگ سیاہ سلیٹی دھاریدار۔ خالص ریشم۔ بیحد خوبصورت مدتوں تک چلنے والی۔ طول ۵-۶-۷ گز قیمت فی گز دو روپے آٹھ آنے ...
کلاہ مخملی سبز ستارہ۔ درجہ خاص چار روپے۔ درجہ اول ... دوم ... سوم ...
کلاہ زریدار مخملی درجہ خاص چار روپے۔ درجہ اول تین روپے دوم ... سوم ایک روپیہ ...
کلاہ مخملی سادہ ہر رنگ ... کلاہ چھینٹ ... کلاہ خاکی زین ... ایک روپیہ
زنانہ شربتی چادر خالص شربتی۔ رنگ ہلکا بادامی طول ۳ گز عرض ۱½ گز سات روپے
ریشمی شربتی چادر۔ خوش رنگ کامدار 〃 〃 〃 تین روپے
سلکی شربتی زنانہ دوپٹہ رنگین پھولدار طول ۲½ گز عرض سوا گز قیمت تین روپے
اونی زنانہ شال۔ خالص اون ہر رنگ۔ کامدار طول ۳ گز عرض ۱½ گز۔ چھ روپے
چادر گرنڈی۔ طول ۳ گز۔ عرض ۱½ گز۔ درجہ اول پانچ روپے۔ دوم چار روپے سوم تین روپے
کوٹ کیلئے نہایت خوبصورت مضبوط کپڑا الف شاہی۔ بوچھٹی۔ خانہدار وکتیرہ وغیرہ عرض ... سوتی فی گز ... سلکی ریشمی فی گز ... شربتی فی گز ...
قمیص کیلئے ایرانہ شربتی فی گز ... ریشمی سلکی بوسکی بڑے قمیص رنگدار ... فی گز ...
زنانہ سوٹ کیلئے ریشمی سلکی ودیانی ہر رنگ فی گز ... ازاربند ریشمی ...
ازاربند سلکی ... ازاربند سوتی ...

ملنے کا پتہ: **عبد القیوم خان آرٹ سوداگر۔ لودیانہ**

دیکھئے آپ انگریزی کتنی جلدی سیکھ سکتے ہیں

جناب محمد شریف صاحب احمدی ملازم بشپ صاحب بہادر۔ آئی۔ سی ایس فیض آباد فرماتے ہیں "۔ اور بھی انگلش ٹیچر میری نظر سے گذرے۔ مگر جدید انگلش ٹیچر مصنفہ صدیق الحسن خان سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول شملہ سب پر فوق رکھتی ہے۔ نہایت ہی کار آمد ثابت ہوئی ہے۔ اور اپنی نظیر آپ ہی ہے جس بات کو شائقین انگریزی مدتوں میں حاصل نہیں کر سکتے اس کتاب کے ذریعہ تھوڑے ہی زمانہ میں حاصل کر سکتے ہیں۔ مہربانی کر کے ایک اور کتاب میرے دوست کے لئے بھیجکر ممنون فرمائیں"۔

دختر صاحبہ جناب مرزا صمصام الدین خانصاحب انسپکٹر پولیس مظفر گڑھ فرماتی ہیں۔ "واقعی لاجواب کتاب ہے۔ بغیر استاد انگریزی سیکھنے میں کچھ زحمت نہیں اُٹھانی پڑتی۔ ہم پردہ نشین لڑکیوں کے لئے ایک لائق اور بہترین استاد کا کام دیتی ہے"۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ محصولڈاک الگ۔ اگر یہ جلد اور آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو قیمت واپس۔

قمر برادرز (الف) شملہ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جبتک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر آپ کھڑا نہ ہو سکے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کرو۔ آپکا یہ مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا ایک حصہ مالیتی یکصد روپیہ خرید کرنے سے پورا ہوگا جو ۱½ سال میں قابل ادائگی ہے۔ قواعد آسان منافع معقول۔ مفت طلب کرو۔ اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے۔ تو ۱ر کے ٹکٹ روانہ کر کے قواعد طلب کرو۔ نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

دماغی کام کرنے والوں کو مژدہ

اپنی دماغی تر و تازگی کو برقرار رکھو۔ اور بڑھاؤ۔ یہ بات دواؤں ٹانکوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ بمصداق العقل السلیم فی جسم السلیم۔ صحت جسمانی کے قیام اور طاقت جسمانی کے ازدیاد سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بغیر تم کوئی دینی کام بھی انجام نہیں دے سکتے۔ اس کے لئے رسالہ ورزش جسمانی ملاحظہ فرماتے رہئے جو ہر عمر و جسمانی حالت کے لحاظ سے آسان۔ موزون سائنٹیفک ورزشیں بتاتا ہے۔ منجملہ اس کے رسالہ اور نہایت مفید علمی معلومات سے مملو ہے۔ سالانہ چندہ صرف تین روپے۔ فقط۔

مینجر رسالہ ورزش جسمانی نارائن گوڑہ حیدر آباد دکن

تپ دق کا

مجرب سنیاسی نسخہ

دس بارہ سال سے ہزاروں مایوس بیماروں پر تجربہ کی ہوئی دوا ہے۔ بیکار و ڈاکٹروں کے لاعلاج مریضوں کو دو ہفتہ میں انشاء اللہ مکمل صحت ہوگی۔ قیمت یعنی اجرت اشتہارات و لاگت دوائی فی شیشی جو ایک مریض کی صحت کو کافی ہوگی۔ پانچ روپے۔ ہیں دوائی کی کمائی ہے۔ مگر دولت کی نہیں۔ ثواب کا مطلب ہے۔

فاروقی سنیاسی احمدی سیالکوٹ (پنجاب)

ضرورت

ایک زنانہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس یا سب اسسٹنٹ سرجن۔ کمپونڈر۔ اور چند نرسوں کی ضرورت ہے خواہشمند مستورات پیشانی چھوڑ کر معہ نقول اسناد علمی و چال چلن بھیجدیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

ہندوستان کی خبریں

ملزمان مقدمہ سازش لاہور نے بھوک ہڑتال ترک کردی

شملہ۔ ۹ راگست۔ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کے تمام ملزموں نے جو بورسٹل جیل میں بند تھے۔ بھوک ہڑتال ترک کردی ہے۔

سکھر میں امن قائم ہوگیا

حیدر آباد۔ ۹ راگست۔ سکھر کے مضافات شل روہڑی اور شکار پور کے دیہات میں اکے دکے حملے ہو رہے ہیں۔ لیکن سکھر شہر میں امن قائم ہے۔ ہندوؤں کی دوکانیں بند ہیں۔ اور وہ زبردست حفاظت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

مدورا کے قریب گولی چل گئی

مدراس۔ ۹ راگست۔ مدورا کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ کل بودی نیا کنور میں پولیس نے تاڑی پر پکٹنگ لگانے والوں کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔ لیکن انہوں نے پولیس پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے پولیس نے مجبور ہو کر فائر کئے۔ تین آدمی ہلاک اور چار مجروح ہوئے۔

سرحد میں بد امنی

شملہ۔ ۱۰ راگست۔ ریلوے سٹیشن پشاور شہر کے متصل آفریدیوں کی ایک جماعت نے سپلائی ڈپو پر حملہ کیا۔ اور ایک گودام کو جلا دیا۔ کچھ جھڑپیں بھی ہوئیں۔ جن میں چند ایک اشخاص مجروح و مقتول ہوئے۔ پشاور کے شمال مشرق اور جنوب کی جانب کے تمام برقی تار اور ٹیلیفون کے سلسلہ کاٹ دیئے گئے۔

کانگریسیوں نے آفریدیوں کو روپیہ بھیجا

شملہ۔ ۹ راگست۔ "سول" کا نامہ نگار خصوصی شملہ رقمطراز ہے۔ سرکاری ملازموں میں خیال آرائیاں ہو رہی ہیں۔ کہ جب پہلا حملہ ناکام رہا۔ تو اب کس چیز نے قبائل کو نیا حملہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کے متعلق عام خیال یہ ہے۔ اور اس کی تائید میں بیّن ثبوت بھی موجود ہے۔ کہ پشاور کے کانگریسیوں نے نوجوان متحارب آفریدیوں کو روپیہ بھیجا اور لکھا ہے۔ کہ پشاور پر صرف حملہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اہل شہران کی حمایت میں کھڑے ہونے کو تیار ہیں۔ اور مال غنیمت بھی سب کے لئے کثرت سے موجود ہے۔

کانگریس کے دھوکہ سے بچو

الہ آباد۔ ۹ راگست۔ کسانوں کے ایک بہت بڑے جلسہ میں والی پور پرتاپ گڑھ کے راجہ امر پال سنگھ نے حاضرین کو کانگریس کی مجلس عاملہ کی تازہ قراردوں کے مطلب سے آگاہ کیا۔ اور لوگوں پر زور دیا۔ کہ وہ ان گمراہ کن کہانیوں پر یقین نہ کریں۔ جو دیہاتی رقبوں میں ۔ ۔ دھوکہ دینے کے لئے روزانہ پھیلائی جارہی ہیں۔

مسٹر پٹیل کے جلوس کی فلم کی ممانعت

لاہور۔ ۱۰ راگست۔ پنجاب گورنمنٹ نے مسٹر پٹیل کے جلوس کی فلم دکھلانے کی ممانعت کردی ہے۔

بمبئی میں مارشل لاء کا امکان

شملہ۔ ۸ راگست۔ بمبئی میں نازک صورت حالات کے متعلق کئی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس ماہ میں صورت حالات اور بھی پیچیدہ ہو جائیگی۔ کیونکہ بہت سے کارخانوں کے بند ہونے کی وجہ سے ہزارہا مزدور بیکار ہو گئے ہیں۔ اور عام انتخابات جن میں کانگریس نے مداخلت کی تجویز کی ہے۔ اس موقعہ پر یہ مزدور بے چینی میں اور بھی اضافہ کر دینگے۔

زیرہ میونسپلٹی میں کانگریس کو ملامت

زیرہ۔ ۷ راگست۔ زیرہ میونسپل کمیٹی کے خاص اجلاس منعقدہ ۶ راگست میں کانگریس کے خلاف یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ تمام ملک میں کانگریس کمیٹی نے سول نافرمانی کی تحریک کے اجراء سے بہت بد امنی و شورش پیدا کی ہے۔ جس کی وجہ سے تمام معزز اور دولت مند لوگ خطرے میں ہیں۔ یہ میونسپل کمیٹی تحریک سول نافرمانی کے متعلق اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کانگریس کے خلاف ملامت کی تجویز پاس کرتی ہے۔ تمام ممبران نے اس تجویز سے لفظ بلفظ اتفاق کیا۔

گاندھی جی سے ملاقات

الہ آباد۔ ۹ راگست۔ یہ امر اب پورے طور پر معلوم ہوگیا ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو و پنڈت جواہر لال نہرو۔ اور ڈاکٹر سید محمود گاندھی جی سے یاروڈا جیل میں ملاقات کرینگے۔ جو کہ پونہ روانہ ہو گئے ہیں۔

۱۶۰ فرموں کی پولیس کمشنر سے درخواست

بمبئی۔ ۹ راگست۔ ۱۶۰ فرموں کے نمائندہ نے جو ہاربنی روڈ پر واقع ہیں۔ پولیس کمشنر کو ایک درخواست دی ہے۔ کہ ہماری فرموں کے دفتروں کو جو ہاربنی روڈ پر واقع ہیں۔ کانگریس کمیٹی اور دوسری انجمنوں کے زیر اہتمام جلوسوں کے گذرنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ نہ ہی کسی قسم کا حرج واقع ہوتا ہے۔

دو سو آدمی ریل گاڑی کے آگے

الہ آباد۔ ۱۰ راگست۔ گودھرا لوکل گاڑی پر جو مسافر سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے عجیب قسم کا ستیہ آگرہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گاڑی جب امرتھ سٹیشن پر پہونچی۔ تو گاڑی کی روشنی بجھ گئی۔ مسافروں نے گارڈ سے شکایت کی۔ لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اس پر دو سو مسافر گاڑی سے اتر کر انجن کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں کا ستیہ آگرہ بالآخر کامیاب رہا۔ اور گاڑی میں روشنی کر دی گئی۔

پشاور اور نوشہرہ کے درمیان ریل گاڑیاں بند

راولپنڈی سے ایسوسی ایٹڈ پریس کا ۹ راگست کا ایک تار موصول ہوا ہے۔ جس میں درج ہے۔ کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے چیف کمشنر کے حکم سے تمام گاڑیاں جن میں میل پسنجر مال گاڑیاں سب شامل ہیں۔ پشاور اور نوشہرہ کے درمیان بند کر دی گئی ہیں۔ اور ان کی آمد و رفت کا سلسلہ اس وقت تک جاری نہیں ہوگا جب تک کہ مزید اعلان جاری نہیں کیا جاتا۔

ریاست جموں و کشمیر میں کیبنٹ

سرینگر۔ ۹ راگست۔ جب مہاراجہ بہادر ۲۷ راگست کو انگلستان تشریف لے جائینگے۔ ان کی جگہ کام کرنے کے لئے ایک کیبنٹ بنائی گئی ہے۔ جنرل جنک سنگھ۔ میجر ریکنیلڈ، وی سی کے ڈاتل اور ٹھاکر کرتار سنگھ اس کے ممبر نامزد ہوئے ہیں۔ کیبنٹ نے کام شروع کر دیا ہے۔ تاکہ مہاراجہ بہادر خود اس کام کو دیکھ لیں۔

سرینگر کا موسم

سرینگر میں موسم اب کے سال نہایت گندہ ہو رہا ہے۔ شہر میں پنجاب سے بھی زیادہ گرمی ہے۔ اور پہاڑوں پر جانا مشکل ہے۔ کیونکہ راستوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

ایک ہفتہ میں ساڑھے لاکھ روپیہ کا ولایتی کپڑا بھیجا گیا

دہلی۔ ۸ راگست۔ کراچی سے آئے ہوئے ایک واقف کار نے بیان کیا۔ کہ ہفتہ عشرہ کے اندر کراچی سے تقریباً ساڑھے لاکھ روپیہ کا ولایتی کپڑا مختلف شہروں کو بھیجا گیا ہے۔ اس میں سے دو لاکھ کا کپڑا صرف دہلی میں آیا ہے۔

بمبئی کونسل کے لئے چمار اور چپڑاسی امیدوار

کراچی۔ ۹ راگست۔ اس وقت بمبئی کونسل کی ممبری کے لئے ۱۶ امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک حیدر آباد کا موچی اور دوسرا گجرات میونسپل سکول کراچی کا چپڑاسی ہے۔

خون کی بارش

بالر گھاٹ۔ ۹ راگست۔ بیان کیا جاتا ہے۔ مسلسل بارش

کے بعد ہری پور میں خون کی بارش ہوئی۔ بہت سے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے ہری پور جارہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بہت سا خون گرا ہے؛

کھدر کے کپڑے دھونے سے انکار

وزیگاپٹم۔ ۹؍اگست۔ راجہ صاحب پرلاکیمیڈی نے کھدر پوشی کے امتناع کے لئے جو طریقے اختیار کئے ہیں۔ ان کے متعلق تفصیلی حالات معلوم ہوئے ہیں۔ پرنسپل راجہ کالج کیمیڈی کے حکم سے ایک نوٹس کالج کے اساتذہ اور طلباء کے نام جاری کیا گیا ہے جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ جو شخص کھدر پہن کر موجودہ تحریک میں شرکت کریگا۔ اس کے خلاف شدید تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ دھوبیوں کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ پرلاکیمیڈی کے کسی باشندے کے کھدر کے کپڑے دھوئیں گے۔ تو انہیں سمستھان کے جنگل سے لکڑیاں توڑنے کی اجازت نہیں دی جائیگی؛

غلطی کا اعتراف

بمبئی ۱۰؍اگست۔ مسٹر ٹی۔ اے۔ کے شروانی ممبر کانگریس ورکنگ کمیٹی جنہیں تین ماہ قید محض کی سزا دی گئی ہے۔ اے کلاس میں رکھے گئے ہیں۔ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے مسٹر شروانی سے خطاب کرتے ہوئے افسوس ظاہر کیا۔ کہ اس نے غلطی سے انہیں بی کلاس میں رکھدیا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ سابق ممبر اسمبلی ہیں؛

تیس ارکان کونسل کا اعلان

لاہور ۱۰؍اگست۔ پنجاب کونسل کے تیس مسلم ارکان نے اخبارات کو اشاعت کے لئے ایک طویل بیان ارسال کیا ہے۔ جس میں سائمن سفارشات پر تنقید و تبصرہ کیا گیا ہے؛

تعلیمی فیس میں رعایت

حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایسے زراعت پیشہ اور کمین لوگوں کے بچوں کی اجو بورڈ یا گورنمنٹ سکول کی ثانوی جماعتوں یا انٹرمیڈیٹ کالج میں تعلیم پا رہے ہوں۔ فیس نصف کر دی جائے۔ جو پچاس روپیہ سے کم مالیہ زمین ادا کرتے ہوں۔ یا ٹیکس گذار نہ ہوں۔ اس کے لئے انہیں اس تحصیلدار کی تصدیق کرانی ہوگی۔ جس کی تحصیل میں وہ رہتے ہیں۔ نیز ایک تحریری حلف نامہ اس مطلب کا دینا ہوگا۔

علاقہ سکھر میں بدامنی بڑھ رہی ہے

کراچی ۱۰؍اگست۔ سکھر سے بدامنی کے ترقی کر جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ شنبہ کی رات کو گورہ فوجیں بھیجی گئیں۔ دریائے سندھ کے بائیں کنارے کے دیہات میں بدامنی زیادہ ترقی پذیر ہے

ریلوے گاڑی کے زنانہ کمرے میں بم

میمن سنگھ ۱۰؍اگست۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک بنگالی ریلوے کے جگو ناتھ گنج ریلوے سٹیشن پر ایک ریلوے گاڑی کے زنانہ کمرہ میں چند ایک بم اور ان کی تیاری کا مصالحہ برآمد ہوا۔ ایک بنگالی عورت جو اس کمرہ میں سوار تھی۔ دو نوجوانوں سمیت گرفتار کر لی گئی؛

آفریدی بھاگ گئے

پشاور ۱۱؍اگست۔ آفریدی جو ۱۰؍اگست کی صبح کو اٹرمری ڈپو میں داخل ہو گئے تھے۔ کل شام کو بھاگ کر قرب و جوار کے باغات میں پھیل گئے؛

نئے گوردوارہ بل کے خلاف پروٹسٹ

لاہور ۱۱؍اگست۔ اوداسی مہا منڈل پنجاب نے وائسرائے ہند اور گورنر پنجاب کو ذیل کا تار بھیجا ہے جس میں لکھا ہے۔ منڈل مؤدبانہ گذارش کرتا ہے۔ کہ بل منظور نہ کیا جائے۔ اور اداس...

جھنڈے والے مولوی کی عبرتناک موت

اکثر احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ لاہور کا ایک شخص جسے جھنڈے والا مولوی کہا جاتا تھا اور جو احمدیت کے خلاف نہایت دل آزار فقرات کاغذ کے بڑے بڑے تختوں پر لکھکر اپنے جسم کے آگے پیچھے لٹکائے اور ایک لکڑی پر ٹانگے شہر بشہر پھرا کرتا۔ اور زبان سے بھی بیہودہ سرائی کرتا رہتا تھا بعض مقامات پر احمدیوں سے اس کا تصادم بھی ہوا۔ مگر وہ اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔۔ حال میں وہ کوہ مری گیا۔ اور وہاں بھی حسب معمول احمدیت کے خلاف بدزبانی کرتا رہا۔ کہ اچانک عبرتناک موت کا شکار ہو گیا۔

مولانا مولوی شیر علی صاحب جو ان دنوں کوہ مری تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اپنے خط میں جو انہوں نے ۸؍اگست حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں لکھا۔ تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ

"جھنڈے والا مولوی جو سلسلہ کے خلاف بکواس کرتا۔ اور ہمیشہ جھنڈا ہاتھ میں لیکر پھرتا رہتا تھا۔ پرسوں مری آیا۔ اچھا بھلا تندرست تھا۔ جمعرات کو سنا ہے۔ سلسلہ کے خلاف اپنے کسی وعظ میں بھی بکواس کی۔ کل جمعہ کو ایک مسجد میں گیا۔ وہاں ناگہانی موت سے مر گیا۔ غالباً قلب کی حرکت بند ہو گئی۔ ایک شخص مسجد میں یہ اعلان کر رہا تھا۔ کہ جمعہ کے بعد مولوی صاحب جھنڈے والے وعظ کرینگے۔ صبر اور توجہ سے ان کی تقریر سنی جائے۔ اسی وقت اس نے پھڑکنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر کی طرف لوگ دوڑے۔ مگر ڈاکٹر کے آنے سے پہلے ہی وہ مر چکا تھا۔"

کاش! خدا کے مامور کے خلاف بدزبانی کرنے والے لوگ عبرت حاصل کریں؛

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کے متعلق اعلان

آل انڈیا مسلم لیگ کے اکیسویں سالانہ اجلاس کے انتظامات قریب تکمیل کو پہونچ گئے ہیں۔ سالانہ اجلاس ۱۶ و ۱۷؍اگست ۱۹۳۰ء کو گنگا پرشاد میموریل ہال واقع امین الدولہ پارک لکھنؤ میں منعقد ہوگا۔ لکھنؤ کی روایات قدیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجلس استقبالیہ نے بالاتفاق رائے یہ طے کیا ہے۔ کہ جو مہمانان و ممبران مسلم لیگ بیرونجات سے تشریف لاکر لیگ کے کیمپ میں قیام فرمائیں گے۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام منجانب آل انڈیا مسلم لیگ کیا جائیگا۔ لہذا جن حضرات کا قصد شرکت اجلاس مسلم لیگ کا ہو۔ وہ براہ نوازش ذیل کے پتہ پر اپنی آمد و رفت کی تاریخ سے سکرٹری استقبالیہ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کو مطلع فرمادیں؛ نیاز مند:۔ سکرٹری استقبالیہ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ۔ خیال گنج۔ کوٹھی منشی محمد احتشام علی صاحب

ایک برہمن عورت کو ۹ سال قید سخت کی سزا

امرتسر ۱۱؍اگست۔ لالہ درگا پرشاد مجسٹریٹ درجہ اول بااختیار سماعت دفعہ ۳۰ ضابطہ فوجداری نے ایک عورت مسماۃ موتی ذات برہمن کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا۔ ملزمہ نے تین عورتوں کو سنہری موتیوں کا دھوکہ دیکر اور پیتل کے موتی ان کے پاس گرو رکھکر ان سے روپیہ بٹورا تھا۔ فاضل مجسٹریٹ نے ملزمہ کو ہر سہ مقدمات میں مجرم قرار دیتے ہوئے ہر ایک مقدمہ میں تین تین سال قید سخت کی سزا دی۔ ہر تین سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہونگی۔

راولپنڈی میں عورتوں کی قانون شکنی

راولپنڈی ۱۰؍اگست۔ پنڈت مدن موہن مالویہ و دیگر ممبران ورکنگ کمیٹی کی گرفتاری کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر عورتوں کا ایک عظیم جلوس آریہ سماج مندر گوردوکل سٹیشن سے شروع ہوا۔ راولپنڈی میں دفعہ ۳۰ پولیس ایکٹ رائج ہے۔ جس کی رُو سے شہر میں کوئی جلوس بغیر لائسنس کے نہیں نکل سکتا۔ جلوس تین گھنٹہ کی گشت کے بعد آریہ سماج میں ختم ہوا؛

ڈکٹیٹر سیالکوٹ وار کونسل کو سزائے قید

سیالکوٹ ۱۱؍اگست۔ آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت سے لالہ ہنسراج بھنڈاری ڈکٹیٹر سیالکوٹ وار کونسل و صدر سیالکوٹ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کو چھ ماہ قید محض کی سزا ہوئی۔

بارش کی وجہ سے پُل کو نقصان

جھانسی ۱۱؍اگست۔ مزید بارش سے الگول بھار و ہمیرپور کے درمیان جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے پل کو زیادہ نقصان پہنچا ہے،

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا؛